

جس کا یہ خیال ہو کہ مہدی آخر الزمان اور
 مسیح موعود میں الگ الگ قریبی نبوت چاہو
 آپس میں تمام محبت کیا جاوے کہ آپ
 والدین کی طرف سے قریبی الاصل و
 النسب نہیں ہیں اور جس کا یہ خیال ہو
 کہ مسیح و مہدی آخر الزمان کا قریبی ہونا
 چاہیے تو آپس میں تمام محبت اسی طرح
 اور تقائے کی طرف سے ہو جاوے کہ یہ
 اعتبار اہمیت کے یا یہ اعتبار وحدت کے
 کے ان میں ایک طرح کی قرینیت بھی ہے
 تب بھی ان کی تقدیر ایسے خیال والے پر
 ضروری ہے اور نیز میں لحاظ قبیل ممانعت
 کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم کے بھی ہو گئی کیونکہ
 حضرت عیسیٰ بھی آپہ آج کی طرف سے
 بنی اسرائیل میں نہیں تھے کیونکہ فیہر آپ
 کے پیدا ہوئے تھے ان لحاظ واللہ
 حضرت مریم کے وہ بنی اسرائیل میں مومنہ
 تھے کیونکہ حضرت مریم صدیقہ بنی اسرائیل
 میں سے تھیں شہادت المشاہدہ و
 کلمات المتناسبتہ وہیں اور مؤلف
 رسالہ نے حضرت اقدس کے تمام عربی پر
 بھی اہر ارکنا چاہے مگر ابھی تک کوئی
 اعتراض نہیں کیا جب غامر کرے گا
 تب اس کے حکم کا تار و پود ان شاء
 اللہ آدھرا جاوے گا آگے اس کے
 جو رسالہ میں ابیان کلمہ صمدہ کل کا
 بعثت مہدی مسیح موعود کے لیے ایک علت
 موجب ہے اور مضمون رسالہ کو ہم بھی میں
 البیان ہی سمجھتے ہیں چند مقام کسی قدر
 اصلاح طلب اور ترمیم کے قابل ہیں
 جسکی اصلاح ہم مختصر طور پر کہہ دیتے ہیں
قولہ ص ۶۰ اس شخص میں شک
 ظہر حق حاصل کر سکتے ہیں۔
الجواب اس شخص فتنہ منکرات میں
 اُمت پر فتنہ من ہے کہ اس صدی کے مجدد
 کی طرف رجوع کرے جس کی مہدییت کی
 تقدیر کے لیے مزار ما اولہ شرعیہ تعلیم
 اور نیز براہین عقلیہ شہادت صاف و صریح
 رہی ہیں وماذا بعد الحق الا
 البطلان۔
قولہ ص ۶۱ ایک بڑی غلطی ہے
 کہ موعود ان سے کام لیں۔
الجواب فی الحقیقت درست ہو بلکہ
 رجوع کرنا اس مصلح کی طرف ضروری ہے
 جس کا اس صدی کے اس پر مبعوث ہونا
 بسبب جو پچھلے عشر فتنہ منکرات کے ضرور تھا
 تھا اور اب جو صدی ہجرت ۱۴ سال بھی
 گزر چکے ہیں۔
قولہ ص ۶۲ غرض اپنی رائے پر
 تازا آپ اور دوسرے بھی نہیں سنتا قیامت
 کا انتظار
الجواب لہذا اس زمانہ قبل از مبعوث
 کرنا اس مہدی و مادی کی طرف ضروری ہے

جس کا آنا اس صدی میں قیامت کے
 موعود کی ہے۔
قولہ ص ۶۳ اور اپنی سمجھنا اس
 ہو کہ تمام ملت صالحین و کتب متقدمین
 سے قطع نظر کریں
الجواب چونکہ ان کتب میں حکم مٹ
 یغشوا الکذب کے غلط ملامت روایات
 موعود کا بھی ہو گیا ہے لہذا اس مجدد
 کی طرف رجوع کرنا واجب ہو گیا جو قرآن
 مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف دعوت کرے
 ہے اس سے معاصرین کو کسی طرح جانے
 نہیں کیونکہ اب زمانہ ظہر العنادی
 البر و الجحیم ہے جس کے تم خود مقرر ہو۔
قولہ ص ۶۴ انا ظننہ درود بدیع
 اسے کہے درج کے علماء کو خیال کر لیں۔
الجواب چونکہ اس قرن میں مسلم
 فطالک علیہم الاحد فقتلت
 قلوبہم کے سلف صالح کے عقائد و
 اخلاق و اعمال پر علماء بد نہیں رہا جیسا
 کہ تم خود مقرر ہو اور بھی اسباب یعنی فتنہ
 و فتنہ آخر الزمان حکم انا نحن نزلنا
 الذکر و انا لہ لحاظ فظنون کے تحقیقی
 بلکہ علت موجبہ اس مہدی آخر الزمان کی
 بدست کے ہے ہو گئی ہیں لہذا اسی کی
 طرف رجوع کرنا تمام اُمت کے واسطے
 ضروری ہے۔
قولہ ص ۶۵ آپ اپنے اوپر لازم
 کریں کہ کسی مذہبی نظریہ کو بغیر نہ علماء
 معتبرین کے ملاحظہ فرمائیں۔
الجواب اب چونکہ مہدی آخر الزمان
 تمام علماء و ادعا کا بھی مصلح ہے کیونکہ علماء
 معصمان علماء دھم شر من تحت
 السماء کے ہو گئے ہیں لہذا بغیر ساری
 اُمت مہدی موعود کے جو صدی کے رہیں
 پر آپ کسی مذہبی نظریہ کو معتبر نہ سمجھیں
 خاصہ ذکرنا چاہیے
قولہ ص ۶۶ اگر تم نہیں جانتے ہو تو
 جانتے والوں سے دریافت کرو۔
الجواب جبکہ علماء زمر من شریعت
 السام کے مصداق ہو گئے ہیں تو اسل
 و کرم و وہی مصلح رہا تو ہو سکتا جیسا
 غیر کیونکہ علماء و اُمت ہی میں داخل
 ہیں مگر وہ مصلح رہا تو جو مہدی موعود
 مسیح مہدی ہے و طاعت کا دشمن ہے وہ
 وہی اُمت کی اصلاح کے لیے آیا ہے خواہ
 علماء ہوں یا غیر علماء کیونکہ حدیث
 ان الله یبعث لہذہ الامۃ قلی
 من کل مائۃ من عباد
 لہذا دینہا میں علماء اُمت کا استثناء
 موجود نہیں ہے جو وہ مجدد علماء اُمت کی
 اصلاح کے لیے مبعوث ہوا ہو پس علماء
 اُمت کو بھی ضرور ہے کہ اُسی کی طرف
 زمانہ ظہر و شر میں اس کے آپ قائل ہوں

رجوع کریں۔
قولہ ص ۶۷ سطر ۱۰ لیکن اسکا یہ طرز
 بتلا رہا ہے کہ اُمتوں نے ضرور شک و شبہ
 ہے اقتباس کر کے بیان فرمایا ہوگی۔
الجواب ان موعود و مسلمہ مکرر
 یغشوا الکذب کا کیا علاج جس کے
 سبب بعض روایات اسرائیلی کتب اسلام
 میں داخل ہو گئیں ہیں سو انکی تصدیق یا
 تکذیب کے لیے قرآن مجید یا حدیث صحیح
 پر عرض کرنا ضروری ہے جو یہ مہدی
 ربانی اپنا علم و آراء اس پر کرنا ہے اور اپنی
 طریقہ صحابہ کرام کا تھا
قولہ ص ۶۸ موعود روایت بیان
 کو جس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف طبع دینا وہی سے کسی بات
 کو منسوب کر دینا
الجواب ان مسلمہ صحابہ میں تو صحت
 مذکور نہیں تھا مگر کچھ قرون خیر کے حکم
 یغشوا الکذب کے یہ عدل اور عدل
 موجود نہیں ہیں اسی وجہ سے کتنا سلاسیہ
 میں غلط ملامت روایات موعود کا ہو گیا
 جس کی تنقید اور تنقیح ضروری ہے اور
 اس قرن میں پیغمبر تنقید و تنقیح ہی
 روایات کا سونے اس حکم موعود کے اور
 کون بجا لا سکتا ہے پس ایسی روایات کی
 تنقید اور تنقیح کرنے میں بھی اس حکم کی طرف
 رجوع کرنا ضروری ہے کہ یہی اُمت
 اور رسول کی طرف سے حکم ہو کہ آپا ہے
جسیر حدیث حکما عدلا لافض صریح
قولہ ص ۶۹ اور اسی طرح درجہ
 ملت صالحین کے قدم مقدم جیسا چاہیے
الجواب ملت صالحین کے ہر قدر
 یغشوا الکذب کا کیا علاج لہذا ضرور
 ہوگا اس قرن پر فتنہ میں اُسی مہدی اور
 مسیح کی طرف رجوع کیا جاوے جو حکم ہو کہ
 آیا ہے۔
قولہ ص ۷۰ مفسرین اور محدثین کا
 علوم میں عالی مرتبہ اور بلند مقام و اعلیٰ
 پر مبنی نہیں۔
الجواب لیکن ان کے خیالات اور آراء
 مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے کیونکہ
 قابل قبول ہو سکتے ہیں کما قال الله
 نقلی الخ و احبارہم و ہیانہم
 اربابا من دون اللہ یہ ترشیرہ بل
 کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا یہ صحابہ کرام
 کا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔
 اَللّٰہُ اَعْلَمُ



ایک شہری گریز فانی میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء

ایسا ہی ایک حدیث شریف میں ہے جیسا کہ ائمہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ میں آنحضرت
 لانے میں کسی موعود یا دینی کام کی وجہ سے
 وہ ہو گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے
 اس خوف سے کہ نماز کا وقت نکل جاتا
 ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا
 کر کے نماز شروع کر دی پھر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو بکر
 پیچھے ہٹ گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے قسم فرمایا اور آگے کھڑے
 ہو کر جماعت کرائی۔ پھر حضرت سوانہ موعود
 نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون
 اوتا اور ہنسا اس واسطے تھا کہ آپ نے اپنی
 جماعت میں اس عجیب گھٹ اور دوسرے جگہ
 کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا
 جس کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ قوم
 نے حضرت ابو بکر کو باوجود کہ وہ
 اقوام عرب کی رسومات کے برخلاف
 اپنا امام بنا کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ آنحضرت
 کے انھیں پاک کی تاثیر سے انھوں نے
 دین کو دنیا پر مقدم کر کے انھیں کے غیظان کم
 لیل و نفا اور ان کے کہہ کہ عند اللہ
 اتفاقاً صبی اللہ کے نزدیک سے بڑی
 وہ ہے جو تم میرے سب سے زیادہ متقی ہے
 اس حکم قرآنی پر پورا پورا عمل کیا۔ رسول
 جی کا یہی اسے مقاصد میں جیسی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ایسی کسی نبی کو
 ہوئی۔ کیونکہ اول تو آپ سے اُمت لکھ
 دیکھ مبنی میں مختار دین کامل کر دیا۔ کی
 صراحتاً علم و خیر سے نکلے اپنے خدا کے
 انتہا کو پایا اور بنی عیسیٰ کی طرف آگے نہیں
 کہتا پھر اگر ابھی بے ہمتی میں آئیں کہنی حق
 مگر تم برداشت نہیں کر سکتے (انجیل) ان
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو
 اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پورا جہاں شہر
 فرماں بردار دیکھ لیا جیسا کہ آپ کی چاہتا
 اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مشاقتا۔ میں ہر
 طرح سے کامیاب اور فقیہ ہو کر اور اپنا
 کام پورا کر کے آپ میں دینا سے رضیت ہو
 تھے۔ ایسی ہی اور کئی ایک باتیں ہیں
 جن سے ثبوت حقانیت اسلام اور بطلان
 مذاہب غیر فی زمانہ ہوتا تھا۔ اور شہری
 صاحب ان سب باتوں کو چپ چاپ نہ سمجھتا

اور عموماً ماں باپ کرتے رہے
 مفتی محمد صادق صاحب سے ڈاکٹر صاحب
 نے حضرت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے
 متعلق دریافت کیا کہ حضرت مرزا صاحب
 کیسے اور کونسی کے متعلق کی ہے یہ مفتی
 صاحب نے ایک لمبے بیان میں ڈاکٹر صاحب
 کے سامنے ان پیشگوئیوں کے منشا و موجب
 مزید اور نتائج پر ایک گفتگو کی جبکہ ہم
 ذیل میں درج کرتے ہیں اور جہاں جہاں
 درمیان میں ڈاکٹر صاحب بڑے یا سوال کیا وہ
 بھی ہم درج کرتے ہیں۔
 ایمان ایک بڑی دولت ہے اور ایک عظیم
 امانت ہے۔ دنیا میں جس قدر راست باز
 انبیاء اور اولیاء کے محض دوست اور پیرو
 سب ایمان کی قوت سے فتح پاتے رہے اور
 میرا اپنا سکہ حملے سے ہے۔ ایمان ہی محتاج ہے
 حضرت موسیٰ کے لیے سمندر خشک کر دیا اور اپنا
 اپنی خلفا جسے حضرت ابراہیم کے لیے آگ کو
 ٹھنڈا کر دیا تھا اور ایمان ہی تھا اور ایمان ہی
 مقابلے میں حضرت مسیح کو صلیب کی لعنتی موت
 سے بچایا۔ ایمان وہ شے ہے جس کی نسبت حضرت
 عیسیٰ اپنے حواریوں کو انجیل میں فرماتے ہیں
 کہ اگر تجھے میرا رانی کی برائیاں پانچ سے و اگر پہاڑ
 کو کہے کہ سارے آٹھ کرواں چلا جا تو وہ
 چلا جائے گا۔ جب کبھی دنیا سے ایمان
 اٹھ جائے اور لوگ بہت بہت اور بے یقین
 ہو جاتے ہیں تب صدقائے دنیا میں کوئی ایسا
 آدمی نہ ہوتا کہ جسے جو اس ایمان کو شہرہ کو
 دربارہ دنیا میں قائم کر دے اور اپنی قوت
 ایمانی کے معجزات اور خوارق دکھلا کر دنیا کو
 اس اعلیٰ اور برتر ہستی کی قوت تمام اور
 تمام قدر تمام اور اس کے انبیاء کو ہلے
 لوگوں کو یقین دلانے۔ اس شخص کے یقین کو
 اور بہت ہی ایسی عداوت طاقت ہوتی ہے
 کہ مخلوق انہی کے چھل سے اسی کے پاک
 انفس کی برکت سے برسی ہر ایک غلطی باقی
 ہے اور اپنے شیطان کو فتنہ کر کے اور اپنی
 کاربندوں کو جھوٹ کر خدا سے واحد لا شریک کی
 محبت اور عبادت اور فرمانبرداری میں پھنسا
 دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت اور یہ اور یہ
 کی مالک میں جس قدر ہے ایمانی اور کلام الہی
 کی بے ادبی اور معجزات و خوارق کا انکار اور
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بے عزتی بیانی
 کے ساتھ ہوتا ہے وہ سب اس امر کا نتیجہ ہے
 کہ ان مالک کے عیسائیوں میں کوئی ایسا شخص
 موجود نہیں رہا جو اس درجہ کی قوت ایمانی پر
 اندر رکھتا ہو جس کا ذکر خود حضرت مسیح نے کیا تھا
 کہ اگر تم میری رانی کے رانے برابر ایمان ہو تو تم
 پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ بھیج سکتے
 ہو یعنی یہاں تک ہی مشکل اور رحمت کا نام ہی تھا
 آگے آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم ان بات
 اور رسالجات اور اخبارات اور ذرائع خطوط میں
 جو برابر یورپ اور امریکہ سے جاری کیا میں پہنچا

اور ہم روز پڑھتے ہیں کہ ان مالک کے فاضل
 اور علماء بائبل کو معرفت تبدیل۔ عقلی۔
 نقد۔ محترم۔ منشاء اور تفسیر کو مانگتے
 ہیں اور یہ باتیں نہ صرف انھیں مالک
 تک محدود ہیں بلکہ خود ہندوستان میں بھی
 پچھلے سال کھلتے میں اور اس سال لاہور
 میں لندن یونیورسٹی کے جلسوں میں بعض
 باروں میں اسے اپنے لکچروں میں یہ باتیں لگایا
 کہ اگر صاحب آپ نے بھی جی ہوتی
 ڈاکٹر صاحب۔ میں اس لاہور میں
 لکچر میں خود موجود تھا۔
 مفتی صاحب پھر جہاں سے ہوتی
 موجود ہو اور بائبل پر ایسے بحث کیے گئے
 تھے کہ کسی سے جواب نہ دیا۔
 ڈاکٹر صاحب ماں بعض نے اعتراض
 کیے تھے۔
 مفتی صاحب۔ رسول بنارے وہ لکچر تو
 چھاپا تھا۔ لیکن اس وقت کے اعتراض
 نہیں چھاپے۔ یہ کیا سبب ہے۔
 ڈاکٹر صاحب۔ سول اخبار نے اس وقت
 کے اعتراضات تو نہیں چھاپے لیکن بعد میں
 پادری ٹاؤن جو ترجمان اسکی کی قلمی وہ پورے
 دی تھی
 مفتی صاحب لیکن اس ترجمان کا جواب
 بھی سول نے چھاپ دیا تھا اور پھر جواب
 ان جواب کے چھاپنے سے انکار کیا جس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ شاید سول اخبار مذہب
 بھی دوسرے فاضل اور عالم محقق عیسائی
 سا ہوگا۔
 ڈاکٹر صاحب شاید ایسا ہی ہو۔
 مفتی صاحب وہ پادری صاحب جن کا
 یہ لکچر پادریوں کے ہوتے ہیں اس پر اتفاق
 بائبل اکثر حصہ میں ہے اعتبار اور جو بیانیہ
 سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے مشورہ و گزارش
 بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ یہ صاحب
 کوں ہے اور کیا کام کرتے ہیں
 ڈاکٹر صاحب۔ یہ لکچر پادری ہی
 درجہ صاحب ہیں۔ جو لاہور کے اس پورے
 گرجے کے پیش امام ہیں جو پری کے نام لکھ کر
 کی خاطر بنایا گیا ہے۔
 مفتی صاحب۔ خوب۔ جب پیش امام کا
 مذہب ہے تو چارے مقتدی لوگوں کا کیا
 اچھا بھلا ہو پ کے علماء طفلان کا یہ حال
 کہ وہ خود بائبل کو سمجھا نہیں مانتے تو ان کو مذہب
 کا نام عیسائیت نہیں رکھنا چاہیے۔
 ڈاکٹر صاحب۔ بہت نزدیک تو یہ لوگ
 دہریت تک پہنچ گئے ہیں۔
 مفتی صاحب تو پھر آپ یہاں آج کے
 جلسے کے لکچر پادری اور امریکہ میں اپنی مشنری
 کوں نہیں چھیلتے کہ کوہ دست کریں۔
 ڈاکٹر صاحب۔ لکچر میں مشنری کام کرتا
 ہیں لیکن کھلے کے آخری زمانہ میں عیسائی
 بہت پھیل چکے تھے۔ یہ یقیناً معجزات کا بائبل

انکار کر رہے ہیں آپ کی ان کے متعلق کیا رائے
 ہے
 مفتی صاحب میں اس بات کو بیان کرنا
 تھا۔ اول تو اسے قرآن شریف کی ابتدا
 ہی سے خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی ہے کہ
 سینہ سینہ قرآن شریف حضرت رسول اکرم
 صلی علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک
 صحیح الفاظ میں ایسا محفوظ چلا آئے کہ نہ تو
 لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں قرآن شریف پڑھتے
 پڑھتے ایک دوسرے نمازوں میں سنتا رہتے
 ہیں اور کسی غلطی کا احتمال ممکن ہی نہیں۔
 ہیں کسی ایسا اعتراض کوئی کر ہی نہیں سکتا
 کہ قرآن شریف کا کوئی حصہ غلطیاں جلی یا غیر
 اصلی ہے یا اس میں کوئی قرینہ و قرینہ
 ہے جیسا کہ انجیل کے متعلق کہا گیا ہے اور
 بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کے انجیل
 انجیل اصلی زبان میں کبھی نہیں ملتی اور نہ
 مترجم کا خیال ہے جیسا اس کے مجاہد و عیسائی
 شائع کر دیا اور پھر دنیا میں اس مترجم کی خلاف
 کی اشاعت ہوئی ہے کہ اصل کلام کی اور پھر
 اس میں بھی ہزاروں شبہات پڑ گئے ہیں کہ
 کلمات کس سے گئے اور کس سے گئے اور کس
 ملے کہاں تک مترجم تھے وغیرہ۔
 ہمارے پاس یورپ کے بڑے بڑے فاضل
 کے لیے ہے مجھے کتاب انشکو پیٹا بائبل
 چار جلدوں میں اور کتاب انشکو پیٹا
 برٹنی کا ۲۰ جلدوں میں اور دیگر کئی ایک
 کتابیں جو بڑے فاضلوں کی بھی ہوئی موجود
 ہیں جو یورپ میں شائع ہوئی ہیں اور
 بڑے فاضل محقق پادریوں پر ویسروں اور
 ڈاکٹروں کی تصانیف اور تالیفات وہ سب
 بائبل کے متعلق بھی مقارن رکھتے ہیں۔ وفات
 مسیح کے قائل ہیں اور مسیح کو صرف ایک انسان
 مانتے ہیں۔ اس لیے کہ آپسے یہ کتابیں دیکھی
 ہوں گی۔ یہاں ہی ہمارے پاس کئی ایک بڑے
 امریکہ کے بزرگوں کے خطوط اسے ہیں چنانچہ
 مجھے دن بھی امریکہ کے ایک فاضل کا میرے پاس
 خط آیا جس کا نام مشنر مارکس ہے وہ اپنے خط
 میں صاف لکھتا ہے کہ کوئی عقیم اور انسان
 اس مالک میں اس امر کا قائل نہیں کہ مسیح خدا
 تھا یا خدا کا شریک تھا یا فریادی تھا یا بے
 گناہ تھا بلکہ شریک دوسرے انسانوں کے گناہ
 کرتا تھا اور فوت شدہ میں داخل ہے۔
 دوسری وہی بات میں کا میں نے ذکر کرنا تھا
 یورپ اور امریکہ میں اس انکار معجزات کی پر
 اور باعث یہ ہے کہ ان کے درمیان مغربی کی
 کوئی نمونہ اور معجزات و خوارق کی کوئی مثال
 موجود نہیں رہی ان کے مذہب بائیں بہت بڑی
 ہو کر مٹاؤں کے رنگ میں ناقابل اعتبار نہیں
 لیکن اسلام ایک مذہب مذہب ہے اور اس
 اور متعلق کے فضل و کرم سے ہمیشہ اس قسم کے
 آدمی خدا کی طرف سے پیدا ہوتے رہے ہیں جو
 اسلام کی صداقت کے ثبوت کے لیے دینا

معجزات و خوارق عادات دھاتے رہے ہیں
 چنانچہ اس زمانہ میں بھی اسے دھاتے رہے ہیں
 قسم کا ایک آدمی پیدا کیا ہے اور وہ پاک
 حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں
 جن کی زندگی نے دنیا کو جس سے معجزات و خوارق
 دکھائے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر خدا کی
 قومن والا دل لیکر و تامل میں کے طور پر کوئی
 تامل میں کو خدا حق نہیں دیکھتا صرف
 ذہن کا پیا سا بنا کر اگر کہہ کہم جائیں
 روز تک یہاں حضور کے تو اس قدر دھڑلے ہو سکتے
 کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا۔ اور یہ بات
 تمام راست باز انسانوں کے ہوتے ہے۔ چنانچہ
 آپ بھی چاہیں تو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور
 معجزات کے متعلق آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہیے
 کہ ان سامعین و انوار کا اعتراض نہ صرف
 وارہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا اعتراض یہ
 ہے کہ کوئی بات خلاف ظہور نہیں ہو سکتی اس
 دہشت معجزات نامکن
 لیکن ہم معجزات کو خلاف ظہور نہیں سمجھتے اور
 ان کو مصلحت معلول سے باہر کر دیتے ہیں
 لکچر ہمارے نزدیک تمام باتیں خیر کے قائلوں کے
 مطابق ہوتی ہیں اور اسد نقالی کسی لیتے خیر
 بند کے دیکھنے بعض خواص خیر اور قرائن ظہور
 قائم کرتا ہے کہ دوسرے تمام انسان اس سے
 عاجز ہو جاتے ہیں کہ دیکھا کر سکیں یا کہنے کی
 کوشش کر سکیں۔ دراصل خدا تعالیٰ سب
 باوجود قادر ہے اور قانون خدا ہے کہ خدا
 قانون کا۔ ہر ایک حکم جو اسکی مشیت سے
 سرزد ہوتا ہے وہ ایک قانون ہے اور ہم
 خدا کو دیکھا نہیں مانتے کہ جس کے ذمے
 کی طرح جانوں پر فیض بشارتوں سے عباد
 ہوا ہے ممکن نہیں کہ بالکل مل جل سکے۔ بلکہ ہم
 خدا تعالیٰ کو ایسا مانتے ہیں کہ وہ ایک قاضی
 مطلق ہستی ہے اور تمام کا رافعہ یا مٹا دینے
 بقدر قدرت ہے اور کوئی پتہ نہیں اس کی
 اجانت کے بل نہیں سکتا وہ جو چاہتا ہے ہم
 کرتا ہے اور سب پر احاطہ ہے ہر جہہ پر
 نہیں جو اس پر احاطہ نہیں وہ اسے ہرگز نہ
 کی خاطر ایسے نشانات دکھاتا ہے جس سے
 ایمان عاجز آجائیں یہی معنی معجزہ کے ہیں
 یعنی عاجز کر دینے والا۔
 حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر ایک مصر کے
 تو فرعون اپنے جبارت کو ساقط لیکر ان کو
 ڈالنے کے ارادے سے تھے وہاں۔ اس امر کو
 بشارت شدہ و انقضاء اسرائیلیوں کو لیکر
 لیتا تو جو حال ان کا کرتا وہ عیاں تھا۔ لیکن
 خدائے اپنے وعدہ کے موافق حضرت موسیٰ اور
 انکی قوم کو ایسے رنگ سے بچایا کہ جس جنت سے
 وہ بچکر نکل گئے اسی پر یہاں فرعون عاجز کر
 اپنے لشکر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ اب فرار
 اس کا موجب ہے کہ ہر کوئی سمجھ سکے جو ان
 جے حضرت موسیٰ کو وہ وقت دیا جب باقی
 خشک تھا اور فرعون کو نہیں پانی کے چھوٹے

وقت دیا یہاں کوئی اور کارخانہ نہ تھا کافی
 تاہم اس امر کا امتحان بھی ہو چکا تھا
 نشان قرص میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اور فرعون ان کے دیکھ کر کہتے ہا وجود تمام
 سامان اور اسباب کے ٹوب گیا۔ ایسا ہی
 تمام انبیاء و رسل کی زندگی بچا ہے خود ایک
 نشان اور معجزہ ہوتا ہے۔ اول فرعون و ملک
 بین یثرب کے ابتدائی وقت میں ایک بڑے
 عظیم الشان معجزہ کی بنیاد رکھ دیتے ہیں کہ
 ایک سب سے پہلے انسان جو کہتے ہیں کہ
 ایک آدمی بھی نہیں عام قوم کو دکھا کر کہہ دیتا
 ہے کہ اسے جو میں تمہیں دکھائے اور خود بخود
 ہوتے کہ لے آیا ہوں کہ کوئی تم سے بڑا
 انہی کو اسے گواہ کا بیاب ہو گا اور انہی ہوں
 کو اسے گواہ ہو گا کہ میرا انکار کرے گا اور ان
 حکام کو اسے گواہ ہو گا کہ وہ ہمارے
 بعد باوجود بیگنی اور بے بسی کے خدا اسکو
 عزت دینا اور اس کے دشمنوں کو ذلیل کرنا
 اس کے مخالف و مدحد دونوں پر تو اس کا
 کے اس کے مقابلہ سے عاجز آجائے ہیں۔
 ایک عظیم الشان معجزہ ہوتا ہے جو کہ وہ
 دکھاتا ہے۔ آج رکھ سکتے ہیں کہ قرآن ہی آدم
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
 دعویٰ کیا نبی کا اور عرب کو تو حید کی طرف توجہ
 کی اور انکو کہا کہ اگر تم لا الہ الا اللہ پڑھا
 لا الہ الا اللہ کہے کہ ہر جاؤ گے۔ وہ تم
 سے جو میرا مقابلہ کرے گا وہ ہلاک ہو جائیگا
 اس وقت کس کی جگہ میں آسکتا تھا کہ یہ باتیں
 طے ہو جائیں گی جس طرح کہ یہ شخص کہتا ہے
 مگر آخر میں عاجز ہو گئے اور وہی ہو کر نا جو خدا
 پاک نے فرمایا تھا۔ ایسا ہی ان سے فرمایا
 سال پہلے کی باتیں احمدی بھی ہوتی ہو جو
 میں میں حضرت مرزا صاحب کا یہ ادہام اس
 ہی پہلے کا شائع ہوا تھا کہ میرے پاس دو سو
 سے نوگ آدمی گے اور ایسا ہی یہ مہ کا الہام
 شرف ہو چکا تھا کہ میرے چاہتیے ہوں گے
 اس وقت ان باتوں کا کوئی نام و نشان
 نہ تھا۔ کوئی آدمی باہر سے آتا تھا بلکہ خود
 قادیان کے لوگ بھی حضرت مرزا صاحب سے
 کہیں وقت تھے وہ ہاتھ آج ۲۵-۲۰
 سال کے بعد بڑے زور شور کے ساتھ باوجود
 مخالفوں کی سرور و مخالفتوں کے روز روشن
 کی طرح پورے ہونے لگے۔ انسان کا کام
 ہے۔ اگر دنیا کے سارے انسان بھی ملکر ان
 الہامات کو پورا نہ کر سکتے ہوں گے کیسی ہی جان
 توڑ کوششوں میں مصروف ہو جائیں جیسا کہ
 بعض اب تک کہتے ہیں اور کہتے ہوئے ہیں
 تب بھی وہ جس کے سب عاجز ہو جائیں گے اور
 معجزہ ظاہر ہو جائے اور آئندہ زور شور سے
 ہو کر رہے گا۔ ایسا ہی ہر وقت کے مخالفین
 اور انہوں اور خیر مذاہم کے لوگوں نے مگر
 حضرت مرزا صاحب پر مقدمہ قتل کا جرم لگا دیا
 اور بڑا مقدمہ کھڑا کیا اور ایک ایک کے

بھی آدمی اور انکی شہادت و جھڑپوں کے
 سامنے حضرت اقدس مرزا صاحب کے بر خلاف
 ہو گئی اور انہی کے کوئی امید نہ تھی مگر
 واقعہ اس سے بریت سے کہتی ہو کہ
 حضرت کو اظہار ہو چکی تھی جو کہ ہم سب
 سن چکے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ حضرت
 جسر بے مشورہ اس کے ملک و مملکت
 اس وقت قائم کر دیا اور حضرت صاحب نے
 اور تمام مخالف ہو گئے۔ میں کیا۔ ایک عظیم
 الشان معجزہ ہوتا ہے ایسا ہی اور بہت سے
 واقعات ہم ملت دن حضرت اقدس کی صحبت
 میں ہو کر دیکھ چکے ہیں اور ایک بیان
 سنے والا دیکھ سکتا ہے جو ان معجزات کے
 جو ان لوگوں کے ہاتھوں پر تھا ہر ہو کر
 کی ہدایت کا موجب ہو کر ہے یہ ایک معجزہ
 قبولیت دعا کا بھی ہے خدا تعالیٰ اپنے
 برگزیدوں کی دعاؤں کو سننا اور قبول
 کرنا ہے۔ چنانچہ اس کی نظیر یہ ہے ایسا اور
 اور اس کی لاف میں بکثرت پائی جاتی ہے
 شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب ایک بڑی
 مصیبت وارد ہوئی کہ وہ شہر سے اٹھ کر
 صلیب پر چڑھ جائے (یہی عیسیٰ موت سے
 اٹھنے کا سادہ کیا) حضرت عیسیٰ نے ساری
 رور و کر اور خدا کے اسے اگر کر دعا کی کہ یہ
 ان سے مل جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ
 میری مرضی کے لیے یہ تیری مرضی کے لیے
 خدا تعالیٰ سے ان کی دعا کو سننا اور قبول
 الفتی موت سے بکثرت ہی (جیسا کہ عیسیٰ
 کے منہ سے بھی نکلا ہے کہ ان کے نفوس کے
 جب ان کی دعا سنائی گئی)
 ڈاکٹر صاحب یہ کیوں کہا جائے کہ
 باوجود انکی ہمت کے وہ موت سے ڈر گئے
 حالانکہ مولوی عبداللطیف باوجود انکی
 ہمت کے موت سے نہیں ڈرے
معنی صاحب - معنی ہے انہی آدمی
 سے نہیں ڈرنا کہ وہ ان کے ساتھی ایسے
 مصائب و خوف زدہ ہوتے ہیں۔ لیکن انہی
 کے اس طرح قتل ہو جانے سے ان کا سا کا
 خاد دہم پر ہم ہو جائے اور حق شہر و ملک
 ہمارے ملک اور کام اور حورہ جائے
 اور ان کی لاف بچا ہے ہدایت کے مخلوق
 انکی کے لیے گمراہی کا موجب ہو جائے
 (اور نیز ہر وقت کے مطابق صلیب پر چڑھا
 لعنت کی موت تھی اور صلیب پر چڑھنے کو
 وہ بیور کی شہادت کے مطابق ایک نفوس
 اور قاسم قرار دیے جاتے ہیں اور اس اعتبار
 اس واسطے ضرور تھا کہ وہ اس قسم کی موت
 سے خدا کے حضور میں پناہ مانگتے
 ایڈیٹر) اور حضرت مولوی عبداللطیف
 صاحب کا شہید ہو جانا بہت بڑی مصیبت
 اور رکات اور اس سلسلہ کی ایک بھاری
 خدمت کا موجب ہوا۔ چنانچہ کیا ہے
 کا سو وقت تمام دنیا میں جذباتی ایک تاریخ

کے حضرت اقدس کے شہادت اور دین کی
 تبلیغ پر پختہ جانی جاسکتی ہے لیکن انہی
 ایک ایسا ملاقاتی ہے کہ کوئی کسب یا
 یا واعظ بھی نہیں جاسکتا اور صدقانی
 منشا تھا کہ اس ملک میں بھی میں اپنے بڑے
 کی تبلیغ اور اس کی خبر اور پھر مسیح
 کے مرحلے کی تحقیقات ہو چکے اس
 واسطے میں نے اپنی حکمت کا اسے اس
 ملک میں خون کا اشتہار شائع کیا جس کے
 عظیم الشان سے عقرب ساری دنیا کا
 ہو جائے گی لیکن اس وقت بھی وہاں
 ہمارے درمیان ایک ہی موجود ہے جسکو
 خدا تعالیٰ نے اپنی دی خاص سے وعدہ دیا
 ہے کہ انکی عمر اتنی سال کے قریب ہوگی
 اگرچہ مخالفت مولوی عبداللطیف کے قتل پر
 قائم ہے جس میں بڑی مصیبت تھی تاہم
 کوئی قارہ ہو گا کہ اس کی قتل کر سکے
 جسکو اللہ بے مصیبت من الناس کا
 دیا گیا۔
 پس سمجھا جائے کہ ایسا ہی اس وقت
 حضرت مسیح کو صلیب موت سے بچا لیا اور ایک
 زہر شہی کی سی حالت میں وہ صلیب سے اتر کر
 گئے اور ایک غار کی مانند قبر میں رکھ دیے
 چنانچہ یہ ایک ہی مسئلہ ہے کہ زمین کی زلزلے
 بعض جہوشوں کے دور کے کے واسطے
 انسان کے بدن کے لیے یہی ہے ایسی ہی
 ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیح کا اتنی
 تھوڑی دیر صلیب پر رہنا خود اس کو
 بڑی مشاوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو
 صلیب موت سے بچا لیا۔ یہ ہے جو بعض
 پرست بیور کی مورخ کے احوال پڑھے ہیں
 کہ اس زمانہ کی صلیبوں پرستے ہیں۔ وہ کہ
 لٹکائے ہوئے بعض مجرم اب آنا سگے گئے
 تران میں ہنوز رقی جان باقی تھی اور
 عقوبت سے ملنے کے ساتھ وہ تدرست
 ہو گئے۔ پس مسیح کا صلیب پر چڑھنے کے
 بعد زندہ آکر کوئی تعجب کی بات نہیں
 ہوگی بلکہ تعجب تو اس میں ہو گا کہ وہ اتنی
 تھوڑی دیر میں مر جائے اور پھر جب وہ
 تدرست ہوا تو کچھ دن وہاں رہ کر مثلاً
 ممالک کو چلایا اور ملک کشمیر میں آکر اپنی
 باقی عمر گزار دی جو کہ اس وقت ہندوستان
 آباد تھا۔ چنانچہ انکی قبر کی تاریخ شہادت
 رتی ہے کہ یہ اس بیور کا مری کی قبر ہے
 ڈاکٹر صاحب لیکن حواری شہادت
 دیتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا تھا۔
معنی صاحب - یہ کہ یہ سوچنا چاہیے
 کہ اس زمانہ میں اگر گورنمنٹ کسی کو بھائی
 کا حکم دے اور وہ اتفاق سے بچ جائے
 تو کیا اس کے دوست لوگوں کے سامنے بیکار
 کریں گے کہ وہ بھائی سے بچ گیا ہے؟ ہرگز
 نہیں۔ بلکہ وہ اس معاملہ کو کھنی رکھیں گے
 تا ایسا نہ ہو کہ ان کا دوست بھڑک اٹھے

اور بھائی دیا جائے۔ ایسا ہی صلیب
 مٹی کو حواری اس مٹی راز کو کسی کے ساتھ
 کر کے یسوع مسیح کی جان کو دوبارہ بچھڑا
 ڈالتے اور آپ بھی ہلاک ہوتے۔ ملک انہوں
 کی جگہ پر ہی پتھر بچھا کہ مسیح کسی اور ملک میں
 چلا جائے اور وہ اسکو بھگت کر چکے ہوتے
 ایک ہمارے وہاں ملک اس کے ساتھ گئے
 اور جب وہ انکو اور داغ کر کے مہار پر چڑھ
 گیا اور وہی دیکھتے رہ گئے۔
 اور آپ جانتے ہیں کہ مہار پر بار
 چھپا کرتے ہیں۔ پس وہ ایک بار میں
 چھپ گیا اور حواریوں نے اس واقعہ کو
 مستحارہ یوں بیان کیا کہ وہ ہاں میں گھر
 آسمان کی طرف یعنی اوپر کی طرف چڑھ گیا۔
 اور ضرور خدا کا وہ ایسا ہی کرتے۔
 اب میں اپنے اصلی مقصد ان کی طرف توجہ
 کرتا ہوں کہ صدقانی اسے ہرگز نہیں کی
 دعا میں سنا کر ہے۔ چنانچہ اس مسیح
 کی دعا بھی سنی۔ اور قبولیت دعا بھی اتنی
 لوگوں کا ایک معجزہ اور نشان ہوا کہ اس
 اس واسطے حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ
 چھوٹے مٹی میں گپٹ اور ڈیو کر اپنے
 مقابہ میں قبولیت دعا کا نشان دکھانا
 کے لیے بلا لیا ہے۔ کیونکہ جو چاہے اور خدا
 کی طرف سے ضرور ہے کہ خدا اسے قتل و کرم
 سے اسکی دعا کو سنے اور اسے عافیت
 فرمیں کہ اس میں گپٹ اور ڈیو کا
 پر آپ اور امریکہ کے لیے ایک عجیب نشان
 اور یہ نشان پورا ہوا ہے اسے وہ ہو گا
 خواہ گپٹ اور ڈیو اس اشتہار کا
 دیا دیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو صاحب ڈاکٹر عبد
 خان صاحب ایم بی بی کمال محنت اور
 عرق ریزی کے ساتھ تصنیف فرما کر ہر حق
 حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا
 نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سادگی
 مسیح الزمان علیہ السلام نے وہاں تو اس کی
 نسبت یہ ارشادات فرمائے ہیں کہ وہ
 غیر بیان ہے۔ قرآنی حکمت خوب بیان کیے
 ہیں۔ انوں پر اثر کرنے والی ہے۔
 حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما
 السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی
 اب فضل ربانی سے چھپرہ ہوا ہو چکی ہے۔
 فریادان الحکم والہد کو پارہ عم کی تفسیر
 مفت محض کے لکھنے پر بطور تحفہ بھیجی جاتی
 ہے قیمت ہر جلد سے ۱۰ جلد سے پارہ
 کی قیمت ۷۰ روپے پارہ کی قیمت ۲۰
 المشتر خانہ دار الفکر محمد خان بیخبر مطبعہ
 مقام نواز شہر علی ضلع کراچی۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جلستہ اوداع کی تقریب پر خط

مسلمہ کے لیے ایک حکیم حکیم نمبر اول جلد

وہ محبت اور اخلاص جو صواب کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کے مقابل میں
آنحضرت کے دشمن کی پروا کی اور شرف و
آبرو و راحت و آرام کو ملاحظہ نہ کیا۔ بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فانی فی اللہ
کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میں کامیاب
کامیاب ہوئے۔

عرب جیسے اکثر اور آزاد خود رائے قوم
مقامی یقین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فقیہ نسبت سے متصف تھے تو ان کی
حالات مقلد اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاک مجلس میں آگے دیکھتا تو اسے صورت
بیت نظر آتے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر
بیٹھتا اور اتنا حوصلہ اور جرأت نہیں
رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سین پر بیٹھ
جس کے اور بیٹھنے کے۔ کیوں؟ بلکہ
آداب الرسول لا تقفوا مواہب الیہ
الرسول۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی
بات بڑھ کر نہ کرو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں
اپنی بڑی جماعت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ تم کبھی
نہیں بول سکتے ہمارے پیچھے ہرے بول
کی اتباع کرو۔

لا ترفعوا صواتکم فوق صوتی النبی
یعنی باریک دیکھو تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو بلکہ تم
کے ماتحت رہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر
مجلس اور مجلس کے کبھی آداب ہوتے ہیں
اگر ان آداب اور مجلس سے قطع نظر کیا جائے
اور پروا نہ ہو تو انسان بجائے اس کے
کہ اس مجلس سے فائدہ اٹھائے اور اس
میں کوئی عزت حاصل کرے وہ اس سے
بچا لاجاتا ہے اور یہاں ان فلاں اور فلاں
مردم رہ جاتے جو اس مجلس پر بیٹھنے
والوں کو ہوتے ہیں۔ دنیا کے حاکموں اور
عہدہ داروں کے درباروں میں عداوت
کھینچا گیا جائے گا کہ وہ اس طرح
بیٹھتا ہے اور کس طرح ہوتا ہے مکارم
اخلاق کی کتابوں میں آداب مجلس اور
آداب گفتار وغیرہ وغیرہ عبادہ عبادہ
مقرر کیے ہیں۔

اس لیے کہ اخلاق فی مذہب کے حصول کے لیے
آداب و قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ یہ
صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی پاک مجلس سے عداوت اندوزی کے لیے
کیا پابندی آداب کی ضرورت نہیں ہے؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مایا ہوں اور
سایہ کی ترقیوں اور منازل سلوک کے لیے
کوئی کلام اصل راہی تھا کہ انھوں نے فانی
فی الرسول ہونے کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا
اور وہ ایک دم کے واسطے بھی آپ کی اطاعت
سے قدم باہر نہ نکالتے تھے اور انھوں
نے قدم باہر نہیں رکھا۔

اخلاص اور صواب
ایسی ہے جو بتائی گئی ہے
کہ کوئی عمل صالح نہیں
کے لیا تا جب تک کہ اس میں دشمنی نہ لائی
جائے۔

اول یہ کہ وہ اس مذہب کے حکم و فرمان کے
موافق اور ماتحت ہو

دوم وہ اس طریق پر جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل ہے۔ پہلی شرط کا نام
اخلاص ہے اور دوسری کو صواب کہتے ہیں
صواب ہے اس کا پتہ لگایا تھا اور
وہ وہی کہ جسے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت اور اتباع کا نام رکھتا ہے
کیونکہ انھوں نے آداب الرسول کی
اتباع کی ہوئی تھیں وہ انھوں نے کام
آپ کو اس طرح بھی سنا تھا۔

قال ابن کثیر فی تفسیر القرآن
فالتقویٰ یحییٰ قلبہ اللہ

یعنی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
کلمہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الہی بن جاؤ
تو میری اطاعت کرو اور حقانے لکھو دیکھو
کے نام

ہیں چونکہ وہ جانتے تھے کہ اس مقام کے
محبوب بننے کی ایک ہی راہ ہے اور ایک
ہی کلیہ اور وہ ہے اتباع نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم۔

صحاب کرام کو جو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند
نہ کرو۔ اور محبوب الہی بننے کا جو یہ گراں گز
بتایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کائنات اتباع کرو اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ غلط فہمی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور
ترقی کرنے کا یہ اصول ہے کہ اگر آدمی
ترقی کریں بلکہ انبیاء و رسل کے ماتحت ترقی
کرنے کا اصل اصول یہی ہے کہ سب

اکٹھے ہو کر اس کی اطاعت اور نقش قدم
پر چلیں میں ایسے فنا ہوں گا کسی کا عکس اور
منور نہ بننا چاہیں۔ اور اس کے سایہ میں جلوہ
جمع ہو جائے جسے مرغی کے پرانے کے نیچے
نیچے سے جو جاتے ہیں۔

جو لوگ انبیاء و
انبیاء سے فیض کس طرح تھا؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

اور پاک لائق کو پڑھتے ہیں جو قرآن مجید
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت
زندگی پر نظر کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ
آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور
کمالات کو اسے کو اسے تھے اور جہاں ایک
طرح آپ ذریعہ انسان کے اکل افراد ہیں
سب سے اعلیٰ تھے اور سب کی خوبیوں اور
کمالات کے جانتے تھے وہاں ان کی دنیا کی
اصلاح اور ہدایت کے لیے مصالح و مفایم
ہو کر آئے تھے۔ اس واسطے جیسے نبی
دنیا میں گزرتے ہیں یا حقیقتہً غریبان
اور کمالات انسان میں انتہائی درجہ
تک ہو سکتے ہیں وہ سب آپ میں موجود
تھیں۔ اس لیے آپ ہی کی لائق ہر وہ
کرنا اکل نبیوں کی سیرت کو چاہیے کہ۔

مجھے یہ مقام پر پہنچا کہ ایک شخص نے کہا کہ
اور محنت و دھوکا دینے کو ان بول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور لائق
پڑھنے والے اور سارے حوالہ دینے والے
ہو گئے ہیں۔

سنا لو کہ قرآن تھا کہ آپ کی یہ سیرت
تھی جسے ملاحظہ نہ نہیں ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق جو ان
کریمت اور قرآن کریم کی طرف جھکے ہوئے
مستادوں کو اسے اس کے لیے یہ آیت باور
مصرح ہے۔

وہ ان قومی اخذوا هذا
القرآن مہجوراً

قرآن شریف ہی آپ کی پاک سیرت ہے
اور اس کی وقت مسلمانوں کو قرآن نہیں پڑھنا

وہ دیکھ رہے ہیں وہی وہی حالت کی طرح
گئے ہیں لیکن ابھی تک بھی وہ بیچارے
نہیں ہوتے اور اس بات کو ان کی

تجربہ اور ذات کلمہ ہے انکو نظر انداز کر کے
یورپ کی اتباع سے اور ہر کلمہ
کو اسوہ بنا کر مسلمان بھی ترقی نہیں
کر سکتے اور ہر گز نہیں کر سکتے؟ قرآن کی
ایک ہی راہ ہے اور وہ وہی ہے جو کلمہ
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امتیاء
کی معنی اور وہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو اسوہ حسنہ
تھیں

لقد فیکم رسول اللہ اسوۃ حسنة

بات کہ اور بھی اور میں اس سلسلہ میں اور
چاہیے ایسا عہدہ اور رتبت اور رتبت

سیرت و دل میں ایک اور عہدہ اور رتبت

مسلمان ہندو سے گرتے ہیں اور پھر
انہیں اور گرتے سے گرتے سے گرتے
پیسوں کو ہاتھ مارنے میں اور اس خصوص
رستی کو جس کی بابت کہا گیا تھا

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

چھوڑ دینے میں اور اس کی طرہ سے جو بھی نہیں
کرتے۔

غرض

انبیاء علیہم السلام سے فیض ملنے کی راہ
ای ساہ ہوتی ہے اور وہ وہی راہ ہے
جسکو قرآن شریف میں کوئی اور اسم الصالحین
کے الفاظ میں اور کیا کہیں۔ سب حضرات
کا کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو وہ ایک
مشتہد یا کل کی طرح ہوتا ہے جس سے
لوگ اس کے ساتھ ملحق پیدا کرتے ہیں وہ
انھوں ہی طور پر ترقی نہیں کرتے بلکہ ان کا
غرض ہونا چاہیے کہ اس سے مل رہا ہوں
اس سے ملنے نہیں رہتے تو وہ خرفی ہیں
کر سکتے اور اس فیض کو جو اس سے ملتا ہے
نہیں پاس کرتے۔ جس قدر لوگ محبوب الہی
بننا چاہتے ہیں انکو چاہیے کہ اس سے ملنا
دیں اور اس کی اتباع کریں

بہت سے لوگ اسے
ادارہ میں ہیں اور پڑھتے ہیں اور

کے ساتھ ملحق پیدا کرتے

کی ہلکی ضرورت ہے؟ ہم ملاحظہ کرو
وہ وقت ہیں اور اعمال صالحہ کی حقیقت کو
آگاہ ہیں اور ان کے پاس ہدایت ہے۔ مگر یہ ان
دوسری ہی دعویٰ ہوتا ہے اگر وہ اس سے
واقف اور گاہ ہو گئے تو انھیں ہلکی کر کے
اعمال صالحہ کی حقیقت میں رسول کی بھی
اتباع ضروری جزو ہے اور اعمال صالحہ
سے وہ واقف اور اس کے پاس ہے

ہو سکتے ہیں

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ

اصلی طور پر معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی

عمل کرنا یا سچا اور حقیقی ایمان پیدا

ہونا اور گناہ سے نفرت کرنا اور بچنا یہ

بائیں صرف ایک رسمی یا خیالی علم سے نہیں

ہو سکتی مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں جب کفار کو مخاطب کر کے فرمایا

مجنات السموات والارض لیقولن
اللہ ربنا جب ان سے پوچھا کہ کیا ان

السموات والارض کو رب تو صاف
کہہ دینے پر انھیں صاف اور ان کی

پرستی کے متعلق مجاہد ہی سمجھنا اور کہتے

تھے یقیناً یون الی اللہ والحق یعنی خدا

تعالیٰ کے قرب میں پہنچانے میں ہر قرآن

شریف کا ایک سطر میں توحید کی دہرے

کرنا کہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کہہ سکتے

کہ یہ توحید پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ پھر

اسا کہ یہ پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ ان کا

الدین انصاف علیہم کے مصداق میں

جس کو خواہاں ہو اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے
 کیا درخواست کی جائے۔ ہر ایک کے لئے
 یہ سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے کسی قدر
 دور ہو اس کے بعد منکر کر دیا۔ اور مقتدا
 ہمارے فروری سن ۱۸۸۵ء تک ملتوی کر دیا۔
 مقتدا کے لئے اللہ تعالیٰ کے بعد منکر کر دیا۔
 کہ یہ فرمایا کہ وہ میں غائب ہے آیا ہوں
 دیتا ہوں چنانچہ آپ نے فیصلہ کر لیا
 پہلے ہی سے باقی فرمایا کہ

تو آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا کہ اے ابوبکر
 یا رسول اللہ! میں نے تجھ کو بالمشاورۃ کا منہ
 یا یعنی القوم الذین یا یعوا ابابکر وغیرہ
 حقان علی ما یا یعوم علیہ فلم یکن
 الشاهد ان یجتاروا لعلما میں ان مرد
 واما الشوریۃ لہما جریۃ والاخصار
 اذا اجتمعوا علی رجل فصورہ اما ما
 کان ذلک للہ یعنی یہ میری سمیت
 مدینہ میں تجھ پر لازم ہوئی ابو بکر کی تو شام
 میں ہے۔ کہہ کہ مجھ سے ان لوگوں سے کہ
 امیر سمیت کی ہے جو لوگ نے جس امر پر ابو بکر
 ابو بکر و عمر عثمان سے سمیت کی تھی تو اس سے
 حاضر کو کیا اختیار ہے اور دفاشب رو کر
 ہے۔

(۱۰) بیوکہ ابو بکر و عمر و عثمان کی اطاعت
 نبی لادنی نہایت ہوتی۔ اس کے شعروں
 کا یہ قصیدہ کہ آئمہ اہل بیت کے سوا کسی کا
 قول منسوب نہیں ملتا ہے۔

در کون قوس هستند که در جم ایشان است که
میان شما و من فتنه است و طاعت موجود است
و ایشان را من میگویند و در آنکه صاحب
و جهت اند - و از جم ایشان امید است بعضی
و فلان و فلان اند - پس آنقدرت فرمودن که
ایشان را باین اعتقاد امر میکردم - که آن
در آن چیست

تفسیر القرآن کا ماہوی نمبر

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

مختصر دوم

آج ہمارے لیے ایک نجات دہنے والا پیدا ہوا ہے۔ مسیح خداوند ہے۔ یہ فقرہ ہے جو ایک آدمی کے اندر کوہ حیا کے بیانی اخلاقیات سے ہونے گذشتہ اشاعت میں نقل کیے دکھایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس فقرہ کے مفہوم اور حقیقت پر غور کریں۔

صفات الہی کا مسئلہ ایسا عظیم الشان مسئلہ ہے جس میں ساری دنیا کی قوموں سے کسی نہ کسی پر آپ میں غلطی کھائی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگر بغیر تحقیق دیکھا جاوے تو خدا عالم میں وجود باری تعالیٰ تو حیرت انگیز و عظیم ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اس میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ قابل ذکر کھائی ہے۔ وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ ہر انسان کہہ دیتے ہیں کہ خدا ہے کوئی قادر و حریف نہیں ہوتا۔ وہ کیسی ذات ہے کہ وہی اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مانتا ہے۔ بہت کیسا عقول و قلوب ہوسکتے ہیں۔ مثلاً عالم نباتات، انواع و اقسام کی مخلوقات سے مخصوص انواع انسان کے قریبی کے تمام مخلوقات اور دنیا کی ہر شے کی صفات والا خدا پیدا ہوتا ہے۔ ہر ذات ایک ہی راہ سے جیسے دھواں کے کسی ذریعہ سے کوئی روشنی نہیں ڈالے گی بلکہ ہر ایک سے اپنی اپنی ذرت پر اسے اور بھی دھندلا گیا ہے جیسا کہ دنیا نے خدا کو اس طرح بیان کیا ہے کہ قابل و ہستی میں پورا حال کہ وہی ہی حقیقت ہو رہا تھا جسکی عبادت کر رکھا ہے اور جسکی عبادت کی تار ایک ماہ اختیار کر کے شکاری کی جھرتی میں ڈال دیا ہے اس جھڑپ میں شری (وہاں) مسئلہ صفات الہی کو الگ کرنا ہے تو اس میں کتب فرقان مجھے نے لکھا ہے کہ وہ خارج - حائل - رازق - رب - قادر - رحمن - رحیم - سميع - بقیہ ہے اور ان صفات میں کمال ہے ہر بھی ہر قسم کے ممکن مخلوق اور ممکن شے جو اس کے مسئلہ کو فرمایا لیکن کتب میں غرض

اس فقرہ پر جو نور افشاں ہے کہ جسکی عبادت کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی انجیل پر ہے جسکی عبادت کرنا ہے جیسا کہ یہ جس سے تشبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کیونکہ خداوند کہتا ہے میں غلطی اور گھڑی ہے۔ خدا کا ہونا اور شے کوئی ہو سکتا ہے نہیں بلکہ ہر شے کو یہ صفت تو عبادت کی بھل کے ذریعہ بیان کی گئی ہے

میں میں جا بجا خداوند خداوند خدائے ہیں یہی وجہ ہے جو کہنے اور کہنے کہ اس مذہب سے صفات الہی کے مسئلہ میں کھائی کے ناقابل مٹو کر کھائی ہے۔ ایک اور مسئلہ کہ جو بشریت کے لوازمات سے بڑھ کر کہہ بھی اپنے اعداد و قدرت اور حقیقت میں رکھتا جسکو یہودیوں نے پکڑ کر چلنے مار کر پھینکا ہے۔ یہ عقوبت کہ صلیب پر چڑھا دیا جہاں سے رائیڈ اینٹیں ملنا سبب بن گئی ہے کہتے ہیں کہ جان دی اسکو خداوند فرمایا کہ یہ ہے کہ آسمان ٹٹے ٹٹے ہو جائیگا اور پہاڑ پاش پاش ہو جائیں اور زمین پھٹ جائے اس ناطق عظیم پر ہر طرح ناصری کے مقتبہ میں اس بھائی کو ثابت کریں جو یہودیوں کو وہ لکھیں کہ کھائی شے خدا کی ہستی کے قابل بناتا ہے + ہم نے جس ناصری کی لاف کو پڑھا ہے اس کے کارناموں کو جو انجیل میں پائے جاتے ہیں ہر قسم سے دیکھتے ہیں خداوند عظیم الشان اور لا نظیر مقام ہے جو ایک ہی ذات پاک کو جو کچھ کتب کی صفات بیان ہے (تو یہ تو کمال مقام میں ہے) کی گھوڑیوں میں چھوٹے بولے بولے کو ہٹا دیکھا ہے نہیں دیتا۔ اور ہر نبوت تو انسانوں میں سے لڑکا مل کا حصہ ہوتا ہے انہی سے کوئی اعلیٰ درجہ کا انسان بھی ثابت نہیں کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تمہارا تعلق ہو۔ اور یہی وہیت کے مقام پر میرا تب سے جوشا اور وقت ہو

اگر کیونکہ اس دعویٰ میں شک ہو تو ہم اپنے عقل و حجت کو نیکو خوشی سے طیار ہیں یہودیوں کے کہہ رہے ہیں کہ خداوند خداوند تو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہی صفات ہیں کہ وہ ایک صورت کی پیشاب کا حصہ ہیں جو ہر کس قدر بڑھ کر بات ہے کہ یہ صفت خدا کے گھر میں پیدا ہوئے والا ہے جیسے اس زمانہ کے یہودیوں کے ایک دو نہیں ہزاروں الام اور اجراض ہیں خداوند کہا جاتے ہیں قوم کی پرستش اور نام وادی پر قائم کرنا چاہیے جو اپنا ایسا خدا مانتی ہے۔ اس کے اس کے خیالات میں غلطی کے اخلاق کا ہیں بلکہ وہ ان کی اس کی روحیں عبور ویت کا اعتراف کیونکہ یہاں ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ کی ستائش اور حمد کے لیے جو اس کا حق اور تضرع کیونکہ حرکت کرے جب وہ اپنے ہاتھ ہم ضعف - ہم ناتوانی - اور ہم نا کامی و ناتوانی و نامرادی کو کہتی ہے۔ اور یہی کہتی ہے کہ یہی خدا ہے۔ اور پھر اسے نجات دہنے والا کہتی ہے + ایک مہر علی نقل کا انسان بھی ہو سکتا ہے کہ اسود انسان ترقی کے لیے سخت مانے

ہیں اور اس سے قوی ستانی کی کتاب پر ہر شے کو یہودیوں کے یہودیوں کی بھائی ہیں بھائی ہیں + ایسا شخص جو انسانیت کے شرف کو چھوڑ کر وہ مقام حاصل کرنا چاہے جسکی اسے قدرت ہی نہیں اور جو کسی انسان اور آدم زاد کو مل ہی نہیں سکتا یعنی ہر شے کہ وہ انسانیت کے مقام سے بھی گزرتا ہے پھر اس سے ترقی کرنا کہ وہ دنیا کی کجاء اور رشتہ نگار کا موجب ہو گیا ہو سکتا ہے + یہی حقیقت ہے۔

مگر یہودیوں کی لاف کو پڑھا جاوے اور اس قوم کے حالات پر جو خود اس نے اپنے ہاتھ سے طیار کی جسکو اسکی جنوری کا شرف ہے نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ شخص جو نامرادیوں کا پتھر لاغری خداوند کہتا ہے کہ اسکی ہی حقیقت نہیں ہے + یہ ہر بڑی قوم کے قابل ہے کہ کیا بھی ہو کہ جو خدا کے وارث ہے اور میں میں ملتا ہے انشاء و مدد مل گئے ہے اس کی بھی تعلیم دی گئی تھی کہ ان میں کوئی خدا انبیا ہے اگر کوئی ایسی پیشگوئی یہودیوں کو اپنے ہاتھوں اور نبیوں سے ملی ہوئی ہو اگرچہ وہ ناممکن ہے کہ وہ یہودیوں کو خداوند مانتے لیکن یہ کہی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہودیوں کے سامنے فرستے گئے تھے جیسا کہ یہودیوں کے سامنے کہ خدا بھی آئے والا ہے۔

یہودیوں اور یہودیوں کی بات نہیں بلکہ یہی ان کی حقیقت اس سے شکت اور باہم ہوتی ہے کہ جن پیشگوئیوں پر یہودیوں کی خدا کی عبادت مانتے ہیں وہ جیسا کہ اس سے ہی فاسد ہے یہ صفت ان کی خاندان سے ہے کہ یہودیوں ایک انسان کے بچہ کو چھاپنا دیا ہے اس وقت اس وقت ہر اصحاب میں اس بچے پر عقیدہ قائم کیا + یہی وجہ ہے کہ یہودیوں سے ان میں ایک فرقہ اور بھی ملتا آتا ہے جو یہودیوں کو صرف ایک انسان کہتے ہیں لیکن اس سے بڑھ کر ایک خوشی کی بات ہے کہ ان یوہوب اور امریکہ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں اور کہہ اور حق کے دستہ مصروف سے یہ خدا میں آ رہی ہیں جو یہودیوں کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے بھی گرا ہوا قرار دیتے ہیں اور مغرب میں بائبل کا صفحہ ہوا ہے۔ خاص لاہور میں یہودیوں کے بچے ہمارے مجمع میں پادری بیپ و رفہ صاحب نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ ہر بھی حیرت انگیز ہیں اور عیسائی مذہب کی سیکل کو گرائے ہوئے ہیں۔

عیسائیوں کے گھر میں بھی یہودیوں کی خدا کی پرستش نہیں ہے اور جب اس نا اعلیٰ کے ساتھ یہودیوں کی سخت مخالفت کو دیکھا جاوے جو وہ اس عقیدہ میں یہودیوں کے متبعین کے ساتھ رکھتے ہیں تو عیسائی اس چہرہ کی طرف نظر کرتے ہیں

جو میں چوری کے وقت پڑا جاوے کہ اگر کسی انسان خدا کے آئے کی پیشگوئی تو یہودیوں کے دوسرے صحائف میں ہوتی تو یہودیوں کے منتظر اور آدھ کو دوسرے وقت پر تو اس کے متھے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس عقیدہ پر نہایت جیسے کیونکہ تورات کی تعلیم سے یہودیوں کہاں بھاگ سکتے تھے + انہوں عیسائیوں نے ایک مردہ کو خداوند اور خدا بنا لیا اور اس مردہ پرستی کے اثر کیونکہ اپنی ذہنی اور علمی قوت کو کسی نہیں کھو بیٹھے بلکہ ان کا کائناتس اور نور قلب بھی مر گیا ہے اور اب خدا اور انسان کیا تیز کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔

جیسا کہ اس مسئلہ پر غور کی جاوے اس کی حقیقت میں کھلتی جاوے گی کہ یہ عقیدہ حماقت سے گھرا ہوا ہے

۱۵ دسمبر کا دن کیسے مبارک دن ہو سکتا ہے جبکہ ایسا انسان پیدا ہو جو دنیا کو دیکھتا اور تیار کرے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یہودیوں کی خدا کی کا سامنا مارا اس شخص کی گردن پر ہے جو جیسا کہ میں نے تو اس رسول کے نام سے مشہور ہے اور ہر دار کا جن کسی لڑکے کے عشق میں نامزد ہو کر ایک خواب کے ذریعہ عیسائیوں کا ہمدرد ہو گیا اور صرف یہودیوں کو عزاب کیا بلکہ عیسائیوں کے بنیاد بھی ایسے اصولوں پر رکھی جو اس ملت کی طاقت کے لیے کافی ہیں

اس وقت بائبل کے صحیفہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جسے مذہب نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ایسا ناقص اور غیر خدا نہیں جو ہر مرد کی جسم تصور ہو۔ بلکہ وہ وہ خدا ہے جسکا وجود ان لوگوں پر بھی عبادت ہو سکتا ہے جو عقل رکھتے ہیں ان لوگوں کو کتاب نہیں ملی ہوئی اس خدا میں کسی زبردستی اور عبادت کی ضرورت نہیں ہوتی + اور یہی مسلم بات ہے کہ یہ خدا میں جو قرآن شریف سے دیکھ کے سامنے پیش کیا ہے اور اس وقت دیکھ کے مذہب نے یا تو اکل اصل خدا ہی کو چھوڑ دیا ہے اور اسکی جگہ کوئی مصنوعی خدا بنا لیا ہے جسکو ان کے اپنے مانتوں یا خیالات سے لڑتا ہے جیسے عیسائیوں نے اور انہوں صاحب صفات سے ان کو ملکہ کرنا ہے جیسا کہ مشنیں اور ان کے اسلام کا خدا وہ حقیقی خدا ہے جو ان کے قاتلوں قدرت اور صحیفہ مطہرہ میں ظہور فرما ہے۔ جو مردہ نہیں بلکہ ایسا لڑکے کے لڑنے اور حجت و قیوم خدا ہے +

(باقی وار د)

فائل امرونی کی تحریر

بقیہ مضمون از رسالہ الفرقان

ثالثاً خود آپ نے نہیں نبی کا شمار شدہ ہے
 کو ترک کر کے نبی و انصاف سے علیحدہ ہو گئے
 ہی اعتبار کیا ہے کہ شیعہ کی حکایت نبوی
 تا شیعہ آپ لہذا مہدی کے لیے نبی کی بحث
 کا ہی وقت جو نزول انوار الہام کا زمانہ ہے
 معتبر رکھنا ضروری ہے اور شیعہ میں جو آپ
 برعایت اجداد سے بحث نبی کریم صلی اللہ علیہ
 و آلہ و سلم اور زمانہ کر مطابقت نہ ہو تو اس کے
 گردنٹے میں یہ ہر کوئی بغیر نہیں بلکہ معین ہے
 ہماری مراد تو یہ ہے کہ روشنی عام کا ظہور شدہ
 ہجری ۱۱۱۱ء جو مطابق سنہ ۱۱۱۱ء کے
 آپ کے نزدیک ہے۔ اور شیعہ مطابقت
 شدہ کے ہیں اور اس میں شیعہ میں ہر حضرت
 اقدس کی قریب ۲۲ سال کے قریب کیونکہ سنہ
 ۱۱۱۱ء میں آپ کا شیعہ ۱۱۱۱ء اور شیعہ
 مطابق سنہ ۱۱۱۱ء میں جو آپ کے نزدیک
 نبوی ہوئے ہیں انوار الہام کا نزول شروع
 ہو گیا تھا لہذا الہام پیش گوئی نمبر ۱۲
 سند یہ نزول السبح و الحمد شیعہ کو بھی
 ایسے الہامات کثرت سے ہیں جو شیعہ اس سے
 پیشتر ہوئے ہیں اس میں شیعہ میں نزول نبوی
 کا بطریق اولی ثابت ہوا اور اس میں اس پر
 سالہ میں حضرت اقدس کے الہامات ہوتے
 ہیں یہ سزاوارتہ ہے کہ شیعہ میں بین المسیح
 المحدث و بین المسیح الموسوم ہے
 ہر مہر ہے کہ نہ سچ موسوی کا نہ نبی علی
 علیہ السلام اور آپ تو صرف حدیث سے مستند
 کے بعد اس کا اشارہ نکالنا چاہتے ہیں لیکن
 مستقر آن اور حدیث دونوں سے اس امام
 آخر الزمان کے نور کے ظہور کا قائل و
 مستند ہے کہ بعد آپ کو نبی دیتے ہیں
 قرآن مجید میں تو وہی آیت اختلاف
 موجود ہے جس میں لفظ
کَمَا اسْتَخْلَفَ الذِّكْرُ مِنْ قَبْلِهِمْ
 موجود ہے آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام سے جو دعویٰ حدیثی
 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام معبود ہوئے
 تھے لہذا سچ موعود محمدی کا بھی جو دعویٰ
 حدیثی لہذا لفظ **کَمَا** کے معنی
 ہونا لازم ہوا تاکہ شیعہ میں سلسلہ
 متحقق ہو جاوے اور حدیث تو خود باور
 بلند اس وقت میں پکار کر کہہ رہی ہے کہ
 چند دعویٰ حدیثی کے پاس پہلی بحث ہو

کہ ضروری ہے اور محمدی وہی صحیح ہو گا
کَمَا مقتضی ہے۔ جب تک
 اس جگہ پر آپ کے دو اقراء موجود ہیں اور
 تو مہدی کے ظہور کے لیے تیرہویں صدی
 دوسرے صدی کا تیرہ صدی کا کہیں اشارہ
 مہدی کے لیے حدیث سے نکلے تو یہ شیعہ
 نبوت سے تیرہ سو سال بعد روشنی کا ظہور ثابت
 لہذا آپ کو آپ تعلیم کہ اس روشنی روایتی
 کا ہے شک و شبہ واجب اور من ہو گیا ایک
 اب قرآن اور حدیث دونوں سے سیقات
 اس نوع کے ظہور کے لیے شہادت دیتی ہے کہ
 ظہور اس کا مستند نبوت کے بعد مطابق سنہ
 ۱۱۱۱ء ہونا ضروری ہے
 تیسرا اقراء آپ کا یہ ہے کہ روشنی
 عام صحت کو مرتبہ ہوتی ہے ایک تو حضرت
 علیہ السلام و سلم کے لیے دوسرے مہدی
 کے لیے جو آپ کو مشاہیر میں چلی اور مسئلہ
 ہر دو مہدی ہونے کا مہدی کے لیے آپ کو
 مسلم ہے لہذا اس سچ موعود کا ہر دو مہدی
 ہونا بھی آپ کو تسلیم کرنا ضروری ہوا کہ
 الشی اذا ثبت ثبت ملو از ملو
 فقہیہ مسلم ہے۔ اگر آپ کہیں کہ سرور
 سے جو نبی وقت اور نبی مہدی کا آخری
 کیلئے وہ سن ۱۳۰۰ شمسی میں ہونا
 قمری میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ
 تعلیم ہر سال اسلام میں شیعہ و سنی
 رشتہ ان مبارک و عیدین و غیرہ میں
 سنین قمریہ کو شمسیہ گردانا یا برعکس
 میں مسائل اسلام کے درمیان تقدیم
 و تاخیر لازم آتی ہے سنہ ۱۱۱۱ء
 حتیٰ کہ فرمایا گیا کہ **انما النبوی زیادہ فی**
الحکماء بعدہ بلکہ الذین حکموا
 یعنی سوائے اسکے نہیں کہ اسکے پیچھے کر لینا
 زیادتی ہے نبی کفر کے گمراہی جاتے ہیں
 سابق اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے آخر
 آیت تک اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے
 سخت اور توہین کی ہے اس امر پر کہ اس
 اسلام میں شعی قمریہ کے غلط ملکہ کرتے
 سے اگر تقدیم و تاخیر کی جادے لہذا اس پر
 مسئلہ اجماع موعود و مہدی معبود ہیں لیکن
 شیعہ کا غلط قمریہ میں نہیں کیا جاسکتا
 اور تاریخ حدیث نامورین نبی کے لیے یکطرفہ
 کے علم میں کوئی شریقت نہیں ہو اگر کسی
 میں ایک سو سال کا فرق نہ ہو جاوے اس
 علم آہی میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا ہے بلکہ
 المہرب تو ہے جسے حسابوں میں کثرت
 کو بھی قصداً شمار نہیں کیا کرتے دیکھو حضرت
 علیہ السلام و سلم نے اپنی عمر کو من الموت میں
 حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۳۰ برس کے نصف +
 میں قرآن و احادیث آپ کی عمر ۶۰ سے زائد
 یعنی ۶۳ برس کی ہوئی ہے جس جگہ آپ کے
 نزدیک نہ مہدی و سچ موعود ہے وفات
 عیسیٰ بن مریم کے آپ متقدم ہیں جو کفر و فرج

یا جمعی و ما خرج کہ جو سچ کے وقت میں ہونا
 قمری وہ آپ کو مسلم ہے شیعہ کو نبیوں میں
 تشبیہ و تمثیل استعارات کے ذریعہ ہر کسی
 آپ قائل ہیں حجاز و سوری و ہمال آپ
 نبی کو کہتے ہیں۔ سچ موعود کا دولت
 اسلامی میں بطور روحانی کے آپ مقرر
 تفسیر ثابت الزمان میں کھڑے ہیں۔ شیعہ
 ہر دو آپ کو مسلم ہے۔ کثرت و حشون
 کے آپ قائل ہیں و کذا و کذا آپ کی طرح
 حوالہ دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ
بل الانسان علی نفسه بصيرة
 اگر فضا کوئی امر آپ کے خیال کے مطابق
 بھی ممکن ہو جو نبی ہوا ہے تو بعتیہ
 واقعات اور مشاہدات کے امر خیالی و فکری
 آپ کا کہہ کر ان کا حوالہ دینا ہو سکتا ہے
 کیونکہ ہر مذہب عدم تسلیم کا قائل ہو سکتا ہے
کَمَا قَالَ نَعْلَمُ و **لَا لَعْنِ** معاذیرہ
 آپ کو لازم ہے اپنے متشابہات اور طعنات
 کو واقعات اور حکایت کی طرف رجوع
 کیجئے ورنہ ربا مٹی
 کیا شک ہوتا ہے میں نہیں اس سچ کے
 جسکی حدیث کو تفسیر سے بنا دیا
 حاذق حبیب بانی ہے یہ تم سے پہلے
 غریبوں کو بھی فرماتے تھے کیا بتاؤ
 اور اگر آپ یہ کہیں جیسا کہ شیعہ کہ
 آپ ہی کہا کرتے ہیں کہ میری ہی کتابوں کو
 دیکھو حضرت مرزا صاحب سے دعویٰ مہدی
 اور سیدنا کی کیا ہے یعنی دعویٰ ان کا ہوتا
 ہے اس کے جواب میں اول تو یہ گذارش
 کو مہدی علیہ السلام کے لیے اس قدر نشانات
 آسمانی اور زمینی کا جمع ہونا اور جن کی
 ذات میں ہزاروں نشانات و شواہد موجود
 مجتمع ہونا اور ہزاروں اس کے سلسلہ
 کی حقی کا ہونا مانا اور پھر ان کے ظہور کے
 ہونے مسلمہ نشانات کا بھی مجتمع ہونا
 مہدی علیہ السلام کے لیے آپ کے نزدیک طائر
 ہے افسوس کہ وہ کارخانہ نبوت انبیاء
 میں من جاننا رہے گا۔ اور ثانیاً چرن
 ہے کہ جو مہدی یا سچ آپ کے نشانات و طائر
 سند ہے آپ کی کتب مؤلفہ کے مطابق آویزا
 آپ یا آپ کے ہم مشرب اس سے بھی نبی
 کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو کھینک کر
 دعویٰ کیا ہے پھر یہ اعتراض غلط ال کا
 تو اس وقت بھی قائم ہو سکتا ہے کہ جب صلی
 خیالی مہدی آپ کا آوے گا قاین المصرا
 مہدی ایسے قدرات و امیہ سے نور معلوم
 ہے کہ آپ کو کسی مہدی اور سچ کی تصدیق
 ہرگز نصیب نہ ہووے گی کیونکہ اگر ان
 کے نشانات مقررہ سند جو کتب مخالفت
 ہو گا تب بسبب مخالفت کے تقدیر سے
 آپ محروم رہیں گے لہذا ہر حال ہر دو مہدی
 سوائے کذب و بیہوشی کے اور علاوہ یہ اس کی
 کذب میں خود آپ کی کتاب کی کذب میں

ہر حال میں ہے۔ و نسیم ما قبل
 حدیث خود مکتبی کے سامنے ہو
 انچو آن شیر کہ ہر موعود حدیث
 اور فاطمی النسب مع کافر آپ شرط مہدی
 گردانتے ہیں اول تو ہم نے سابق ہی رسالہ
 میں اس شرط کو مہدی جب اول شریعت کتاب
 و سنت کے مہدی آخر الزمان کے ہونے
 باطل کر دیا ہے۔ لہذا حضرت اقدس کی سند
 میں ایسی بات بھی آگئی ہے جو سیدنا
 نبی عظیم دیکھو فریق انقلاب و عین و
 اور نسب کا اعتبار ماں کی طرف سے نہیں
 معتبر ہونا غلبہ کہ آپ تسلیم کرتے ہیں
 جیسا کہ مؤلف رسالہ انہما ان کے نبی تعلیم
 کیلئے تو اس اعتبار سے بھی خطہ مزار اصحاب
 فاطمی النسب بھی چھٹے پھر آپ کیا مہدی
 بیٹا تو حرج
 اگر اس کل بیان کو بغور سمجھا جائے تو
 ثابت ہو گا کہ نزول سچ سے مراد ہونا
 کیفیت اختلاف و نزول ابن حریہ فیکر
 و اما مکرر صنف و ادب و ادب
 ہے کہ خلافت داماست جو قریش کی آئین
 میں چلی آتی تھی وہ منتقل ہو کر پھر نبی اکرم
 میں چلی جاوے گی کیونکہ سچ ہر مہدی قائم
 انبیاء نبی اس میں سے کہ ان کے ہر وقت
 و امامت نبی آئیں ہیں منتقل ہو گئی علی
 نبی اس میں سے پھر کوئی شخص امام
 انبیاء ہوا لیکن ایک پھر ایک مدت کے
 پھر اسی قائم نبی اس میں کا نزول بیان
 فرمایا تو یہ ایک استقامت طیفہ ہوا
 سے مراد یہ ہے کہ وہ خلافت پھر نبی ہر
 میں جاوے گی لیکن رہے گی اگر سیدنا
 نہایت میں کا قال اللہ بقائی الی
جا علک للناس اما ما قالون
ذریعتی قال لا ینال عہد الظالمین
 خلاصہ یہ کہ نزول سچ استقامت رہے
 قسطنطنیہ قمری پیش ملک ہا کے ہے
 اب میں پھر اصل کلام کی طرف رجوع
 کر کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب
 میں اللہ تعالیٰ نے اصل اور نسب کے رہ
 سے فارسی الاصل گردانا اور رسول
 کریم علیہ السلام و تسلیم ہے منہ مسلم
 من فارس فرہو من قریب ہلک
 الخواتم و عصیتنا و مارا ایک اعتبار
 قریش کے ساتھ من فرمایا۔ اور حکمت ان
 ان کی انہما میں سیدنا نبی و رسول
 کریم تاکہ ماں کی طرف سے نبی قریش کے
 ساتھ ان کا حق ہو جاوے یہ بتا
 توصافہ ان میں کیوں جمع ہوئے یہی
 ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس کی
 مخلوق کے لیے ہر خیالات اور طائر و طائف
 رکھتی ہے اسیر ایک جہت بطور نشان کے
 پوری ہو جاوے اور ان کو دھوکے
 پہنچنے کے لیے ایک ہونا چاہیے ہیں